

دعواتِ عہدیتِ حق
سلسلہ ۱

از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب
(منبسط و ترتیب ادارہ الحق)

مقامِ شہادت

سنہ ہجری کے پہلے مہینہ کا سبق

(خطبہ جمعہ المبارک محرم الحرام ۱۳۸۵ھ)

گزشتہ دو روز

اس سے مہینے کا دوسرا سبق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی اللہ کے راہ جان کی قربانی دینا ہے۔ سیدنا حسن و سیدنا حسین دونوں حضور اقدس کی دختر مبارک خاتونِ جنت فاطمہ الزہراء کے بیٹے اور حضور کے جگر گوشے ہیں۔ اسی جن کے ساتھ حضور کی خاص محبت و شفقت تھی۔ ایک مرتبہ حضور اقدس خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ یہ بچے جو تین چار سال کی عمر کے تھے۔ کھیلتے کودتے سامنے آئے، اپنے نانا کے پاس منبر کی طرف آنے لگے۔ اور بچنے میں گرتے پڑتے، تمام صحابہ کادل پریشان ہے۔ کہ کہیں گم نہ کر انہیں چوٹ نہ آجائے۔ اور خطبہ کی طرف دھیان ہے۔ حضور اقدس منبر سے اتر کر ان کے پاس تشریف لائے۔ گود میں اٹھایا اور فرمایا کہ یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ سید اشباب اہل الجنۃ حضرت حسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے اس بچے کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں کو خوریزی سے بچائیں گے۔ یہ حضرت معاویہ کے ساتھ ان کے صلح کرنے اور خلافت سے دستبردار ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ یہی پیشگوئی تھی کہ انہیں آنے سامنے تھیں۔ اور طرفین خوریزی کے لئے تیار تھے۔ کہ حضرت حسن نے معاویہ کے ہاتھ بیعت کی اور صلح کو آمادہ ہوئے کہ حضور اقدس کی اہمت کا خون بہنے سے بچ جائے۔ حضرت کے ساتھیوں کو اس فیصلہ سے ناگواری ہوئی۔ مگر انہوں نے اپنے نانا مبارک کی یہی پیشگوئی ان کو سنائی اور انہیں مطمئن فرما دیا۔ الغرض حضور کی ان کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا۔ کہ خطبہ کے دوران ان کو اٹھایا کہ کہیں انہیں تکلیف نہ

ہو جائے خطبہ کی حالت ایک خاص حالت تھی اور مسئلہ یہ ہے کہ خطبہ کے دوران سلام بھی نہ کیا جائے اور نہ سلام کا جواب دیا جائے۔ اسی طرح کوئی اذان دے رہا ہو یا تلاوت قرآن ہو وہی ہوتا سلام نہیں کرنا چاہئے۔ نیز اگر کوئی شخص بڑا کھیلنے یا دوسرے کسی گناہ میں مشغول ہو اسکو بھی سلام نہ کریں۔ پیشاب یا رفع حاجت کے دوران پاخانہ میں سلام اور دو سلام مناسب ہیں کسی شخص کے برہنہ ہونے (یعنی بدن کا وہ حصہ کھلا ہو جس کا چھپانا واجب ہے) وہ گناہ میں مبتلا ہے۔ تو اسکو بھی سلام کرنا جائز نہیں۔ آجکل مردوں میں یہ دباہ عام ہے کہ وہ رانوں کو ننگا رکھتے ہیں۔ حالانکہ مرد کے بدن کا ناف سے لیکر گھٹنوں تک کا حصہ اور عورتوں کا سارہ حصہ عورت ہے۔ اور اس کا چھپانا واجب ہے۔ بدقسمتی سے آجکل تمام نوجوان کرکٹ، فٹ بال تھی اور کبڈی وغیرہ کھیلتے ہوئے اپنی رانوں کو کھلا رکھتے ہیں۔ جو ناجائز ہے۔

شرم و حیا کا سرے سے وجود ہی نہیں رہا۔ اور مسلمانوں پر دین کی یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی گراں گذرتی ہیں۔ بے شک مسلمان ورزش کرتا ہے، جنگ و جہاد کے لئے ہر وقت تیاری کرے مگر گناہ کے طریقوں سے نہیں کہ مخلوط میچ ہوں اور ستر کے واجب اعضاء کا لوگوں کے سامنے مظاہرہ کریں۔ یہ نہ تو ورزش ہے اور نہ جہاد کی تیاریاں بلکہ بے حیائی اور نفس پرستی کے مظاہرے ہیں۔ غرض اس مہینہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی قربانیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس مہینہ اور اس کے آغاز ہی کے ساتھ سیدنا حضرت حسین نے شترساتھیوں سمیت دین کی حفاظت اور ایک سفت کے بقا کی خاطر مال و دولت ملک اور وطن کو چھوڑا۔ خانوادہ رسالت کے معصوم بچے اور دیگر افراد ساقی ہوئے۔ اور بالآخر کربلا کے میدان میں حق کی خاطر جان کی بازی لگاتے ہیں۔ حضرت حسین کی عظیم قربانی اور شہادت کا واقعہ ساری امت کے لئے قابل رشک اور قابل فخر کا رنامہ ہے۔ دسویں محرم کو پیش آیا۔ حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخ پر پہلی امتوں پر بھی رجوع بالرحمت فرمائی۔ آئندہ بھی بعض اقوام پر اسی دن رحمت فرما دیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ پر اسی دن ٹھہری۔ فرعون مع لاؤشکر اسی دن بحیرہ قلزم میں غرق ہوا۔ اور حضرت موسیٰ

کو فرعون سے آزادی ملی۔ علماء تاریخ نے انبیاء کے تقریباً تمام واقعات کا اس دن ظاہر ہونا نقل کیا ہے۔ دیتوبہ ذیہ علیہ قوم آخر میں۔ اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جو بھی اس دن برے اعمال سے تائب ہوا، روزہ رکھا، عبادت کی، بد عملی ترک کی، اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس دن ایک روزہ کی فضیلت اتنی آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض پچھلے تمام سال کے وہ گناہ

معاف کر دے گا۔ جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ یعنی حقوق العباد کے علاوہ جو بغیر ادا کرنے کے معاف نہیں ہو سکتے۔ حدیث کے اس ظاہری مطلب کے علاوہ علماء فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت حسین کی شہادت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بہت بڑا احسان و کرم کیا کہ انہیں شہادت کا مقام دیا۔ اپنے جان خویش و اقارب کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کی توفیق دی۔ امت میں ان کے فدیہ اعلاٰ حق کے لئے قربانی کی ایک مثال قائم کر دی کہ جان قربان ہو مگر دین سکے و امن پر کسی ایسے عمل کا حصہ نہ لگ جائے جس کا ثبوت حضور اقدس اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں نہ ہو تو اس ماہ کا یہ عبرت انگیز واقعہ ہمیں جہاد کی تعلیم دیتا ہے۔ جس طرح ہمیں ہجرت کا سبق دکھاتا ہے۔ کہ جہاد اور ہجرت دونوں ایک ہی قسم کی چیز ہیں اللہ کی راہ میں ملک وطن گھر بار کی قربانی اور دوسری جان کی قربانی اور جہاد میں ایک گونہ ہجرت بھی ہے۔ اور ہجرت میں جہاد نفس موجود ہے حضرت حسین نے اپنے عمل سے سکھایا کہ اللہ کی راہ میں قربانی کے لئے تیار رہو۔ اگر وہ دنیاوی عزت اور دولت و منصب پسند کرتے تو سب کچھ پالیتے اور کوئی تکلیف نہ اٹھاتے۔ مگر ایک نظریہ اور اصول کی خاطر کہ اسکی صداقت پر ان کا یقین تھا۔ جان کو قربان کر دیا۔ اور اپنے مقصد شہادت و اعلاٰ حق کو پایا جو خوشی اور فخر کا مقام ہے کہ ہے۔

جان دی ہوئی اسی کی حق حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ نہ تو روئے پٹنے کا مقام ہے اور نہ افسوس و ماتم کا۔ یہ ہزدل قومیں مسلمانوں کو روئے پٹنے کا درس دے رہی ہیں۔ یہ یہودیہ یا نہ سازشیں تھیں کہ قربانی کے عظیم اور قابل فخر کارنامے کو روئے دھونے اور ماتم کی سیاہی میں چھپا دیا گیا۔ شہادت اور پھر حضرت حسین کی شہادت۔ اتنا اونچا مقام اور سعادت مندی اور پھر اس پر رونا پٹنا اور ماتم کرنا ایک مسلمان کا ہرگز شیوہ نہیں ہو سکتا۔ جس نے باقدس نے خود تمنا کی کہ کاش میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں، پھر زندہ ہو جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں اسی طرح بار بار شہادت کی لذت لیتا رہوں۔ شہادت تو صرف کپڑے بدلنا ہے۔ کھد کے خواب اور ناپائیدار کپڑے بدل کر جنت کا ابدی اور دائمی لباس پہننا ہے۔ ولا تقولوا الحق یقتل فی سبیل اللہ امواتہ بلہ احوار فکون لا تشعرون۔

غرض اسلامی سنہ ہجری کے آغاز ہی میں جس طرح ہمیں اللہ کی راہ میں ہجرت کا درس دیا گیا اسی طرح اس واقعہ شہادت سے ہمیں تعلیم دی گئی کہ مسلمان اللہ کی راہ میں دین کی قربانی بھی سعادت اور ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ اور مسلمان کیلئے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات نہیں ہو سکتی۔

صحابہ میں شہادت کا ذوق و شوق

صحابہ کرام میں قربانی کا عجیب و دلورہ تھا اور عجیب طرح انہوں نے جذبہ قربانی کے مظاہرے کئے

تاریخ و سیر و احادیث کی کتابیں ان کارناموں سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت حنظلہ کے والد ابو عامر راسب منافقوں کے اونچے لیڈر تھے۔ حضرت حنظلہ کی نئی شادی ہوئی ہے، کانوں میں بہاد کی آواز پڑتی ہے، غسل جنابت بھی نہیں فرما سکے اور اسی حال میں بہاد میں شریک ہو کر شہادت پانی حضورؐ نے لاشوں کا محاسبہ کیا دیکھا کہ اسکی لاش فرشتوں نے اٹھائی ہے۔ اور سونے کے تخت پر اسے غسل دیا جا رہا ہے۔ تدفین کے بعد حضورؐ اقدسؐ نے اسکی بیوی سے معاملہ کی حقیقت دریافت کی معلوم ہوا کہ ابھی غسل بھی نہ کرنے پائے تھے کہ کانوں میں بہاد کی دعوت پہنچی اور اسی طرح اٹھ کھڑے ہوئے یہ حال تھا صحابہ کے اللہ کی راہ میں قربانی کے ذوق کا۔ عمرو بن جوحیر سے لگڑے ہیں، معذور ہیں، بہاد کا موقع آیا چار بیٹے تھے اور سب کے سب بہاد میں شریک ہیں۔ انہیں بھی جہاد جانے کا شوق ہوا ان کے چار بیٹوں نے منع کرنا چاہا کہ ہم سب موجود ہیں اور آپ معذور ہیں حضورؐ اقدسؐ کی خدمت میں آکر فریاد کی کہ بیٹے مجھے جہاد جانے سے روکتے ہیں اور میری تناسل ہے کہ ٹکڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں۔ حضورؐ نے چاروں بیٹوں کو فرمایا کہ کیا ہرج ہے اگر ان کا شوق جہاد پورا ہو۔ اور شہادت انہیں نصیب ہو اور اس کو فرمایا تم پر جہاد معاف ہے کہ معذور ہو مگر جب تیری خواہش ہے کہ بہتر ہے۔ اجازت ملی تو خوشی سے سرشار جہاد میں حصہ لیا اور شہادت پائی، گھر سے نکلنے وقت دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھے تیری راہ میں شہادت کی موت ملے اور پھر میں گھر تک نہ آسکوں۔ بہاد میں اس کا بیٹا حضرت غلام حضرت جابر کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی شہید ہوئے۔ آپ کی بیوی جن کا نام ہندہ ہے نے چاہا کہ شوہر بیٹے اور حضرت عبداللہ بن عمرو تینوں کی لاشیں مدینہ لے جا کر دفن کروں۔ اونٹ پر لاش لادی گئی مگر اونٹ کا رخ مدینہ کی جانب نہیں ہو رہا تھا۔ اور وہیں بیٹھ جاتا۔ احد کی جانب رخ کرتا۔ حضورؐ اقدسؐ کو یہ واقعہ بیان کیا گیا اور گھر سے نکلنے کے وقت ان کی دعا کا ذکر بھی کر دیا گیا۔ حضورؐ اقدسؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندے جو خدا سے چاہیں خدا اسے قبول فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہیں احد کے دامن میں دفن کر دئے گئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ جنگ احد سے ایک روز قبل حضرت عبداللہ بن حبش نے مجھے فرمایا کہ کل جہاد ہوگا۔ آئیے! دونوں کل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور دونوں ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں۔ چنانچہ ایک طرف جا کر دعا کرنے لگے۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ پہلے میں نے دعا

کی کہ یا اللہ کل میدانِ جہاد میں ایک مضبوط اور قوی کافر سے میرا مقابلہ ہو اور میں بالآخر اسے قتل کر ڈالوں اور اس کے اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لوں۔ اس طرح اسلام کا نام ادبچا ہو۔ حضرت عبداللہ نے میری دعا پر آمین کہا۔ پھر حضرت عبداللہ بن حبش نے دعا کی جس کے الفاظ یہ تھے :

اللہم اذقنی عندا رجلا شديدا باسنة
شدیدا أحرقاً اقاتله فيك ديقا تلذذني
فيقتلني ثم ياخذني فيجدع النقي واذقني
فاذا لقيتكَ قلت يا عبد الله فيما جدع
انفك واذنك فاقول فيك دقني رسولك
فنتقوا صدقت۔

اے اللہ کل جب لڑائی ہو تو میرے مقابل
مضبوط اور طاقتور کافر آئے۔ میں اس سے
لڑوں اور وہ مجھ سے پھر وہ مجھ پر غالب
ہو کر مجھے قتل کر دے۔ پھر ناک اور کان
کاٹ ڈالے پھر جب میں تجھ سے لوں تو
آپ پوچھیں اے عبداللہ تیری ناک اور

کان کیوں کاٹے گئے ہیں۔ تو میں کہوں کہ اے اللہ تیری اور تیرے رسول کی راہ میں ایسا ہوا
تو آپ فرمائیں کہ تو نے سچ کہا۔

سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ انہوں نے دعا کی میں نے آمین کہا کل لڑائی میں ایسا ہی ہوا حضرت
عبداللہ اس کیفیت سے شہید ہوئے۔ ان کے اعضاء اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے۔ ان کی دعا میری
دعا سے بہتر تھی۔ حضرت عبداللہ کی تدفین حضرت امیر حمزہ سید الشہداء کے ساتھ ایک ہی قبر میں ہوئی۔
دو ضعیف العمر بوڑھے صحابہ کو بھی رسول اللہ نے جہاد سے روک دیا جن میں ایک حضرت حذیفہ کے
والدیمان تھے۔ دونوں چپکے سے مجاہدین کے پیچھے گئے اور جہاد میں شریک ہوئے۔ حضرت خالد
بن ولید کی زندگی جہاد اور کفار کی سرکوبی میں بسر ہوئی بدن کا کوئی حصہ تلوار خنجر اور تیروں کے وار
اور نشان سے خالی نہیں تھا۔ مگر موت بستر پر آئی تو رونے لگے کہ اے اللہ تمام زندگی میری کفار
کے مقابلہ میں گزری اب میں چار پائی پر مر رہا ہوں۔ غم انہیں یہ ہے کہ میرا جسم اللہ کی راہ میں شہید ہو کر
کیوں خرچ نہ ہوا۔ کہ جو چیز اپنے مصرف و محل میں خرچ ہو جائے تو حقیقی کامیابی و خوشی ہوتی ہے۔
بے جا استعمال ایک پیسہ کا بھی ہو جائے تو اسی پر افسوس ہونا چاہئے۔ تو حضرت حسینؑ بھی اللہ کے
دین اور اپنے نانا کی ایک سنت کی احیاء کی خاطر میدانِ کربلا میں شہید ہوئے۔ اور حق تعالیٰ کی دی ہوئی
جان اور جسم کو اپنے موقعہ و محل میں لگا دیا۔

بلع احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما اقام الله من فضله وليست بشرة بالدين
لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوفنا عليهم ولا هم يحزنون۔ (بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب سے رزق دے

جاتے ہیں اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے خوش ہونے والے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے، اس لئے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے (شہادت کی لذت ایسی ہے کہ شہادت پانے کے بعد شہید کو بار بار زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ الجہاد ما منہ الی یوم القیامت۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ خواہ بادشاہ عادل ہو یا ظالم مگر تم کفار سے جہاد کرتے رہو۔ اسلام اور دین کی حفاظت کا تمام مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے۔ تو جہاد بادشاہ کے عادل ہونے پر موقوف نہیں۔ حاکم فاسق ہو یا عادل جہاد میں سستی نہیں کرنی چاہئے کہ بادشاہ اور حکام تو اتنے جاتے رہتے ہیں۔ مگر اسلامی مملکت کی حفاظت اور اسلام کی اشاعت ہر حال میں ضروری ہے۔ فاسق امیر کو بدلا جاسکتا ہے۔ لیکن جب کافروں کو غلبہ حاصل ہو جائے تو پھر ان سے نجات مشکل کام ہے۔ اس لئے اگر ایک بالشت زمین پر بھی کافروں کا قبضہ ہو تو ساتھ دسے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ اگر ان سے نہ ہو سکے تو جو نزدیک ہوں ان پر مدافعت لازم ہے۔ اس طرح روئے زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک رہنے والے مسلمانوں تک اس کی فرضیت پہنچ جاتی ہے۔ پھر مسلمانوں کے جہاد کا مقصد ملک گیری اور غیروں پر حکومت نہیں۔ بلکہ اللہ کی سر زمین کو ظلم و ستم اور کفر و شرک سے خالی کر کے سلطنتِ خداوندی کا قیام اور نظامِ عدل جاری کرنا ہے۔ یہیں زمین کا قبضہ مقصود نہیں بلکہ اللہ کے دین کی اشاعت مطلوب ہے۔ حضرت حسینؑ بھی دنیاوی اغراض اور اقتدار کے لالچ میں نہیں پڑے بلکہ لتکون کلمۃ اللہ علیہم العلیا۔ (تاکہ اللہ کا نام اور دین سر بلند ہو)

ایمان کی جلا اور نفس کی صفائی جہاد ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ نیز حضورِ اقدسؐ نے ایک جہاد سے واپسی کے دوران صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم جس وادی سے گزرتے ہو اس حال میں مسلمانوں کی دعائیں اور ہمدردیاں تہا کے شریک رہتی ہیں جو ضعف یا دوسرے اغیار کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کر سکے وہ لوگ جہاد کے ثواب اور فضیلت میں بھی تہا کے شریک ہیں غرض اسلام کی سر بلندی اور دین کی اشاعت کی خاطر ہر وقت جہاد کے جذبہ سے سرشار رہنا چاہئے۔ آج اگر ہمیں فکر ہے تو کارخانوں کا، دنیاوی ترقیات کا، کافرا قوام کی تقلید و اتباع کا لیکن اسلام کا نام بھی نہیں لیا جاتا۔ سوائے اپنی اغراض کے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مسخ شدہ قلوب کو اسلام کی جانب پھیر دے اور اسلام کا جھنڈا اس ملک اور دیگر ممالک میں سر بلند ہو۔ اسے اللہ تو نے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری آبرورکھی اور رحمت کے پردوں سے ہمارے عیوب کو دشمن پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ اب ہمیں توفیق دے کہ تیرے شکر گزار بنیں۔ اور خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کی توفیق عطا فرما اور عالمِ اسلام کو کفار کے شر و فساد سے محفوظ رکھ دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ محمد والہ و آلہ و صحبہ اجمعین۔